اسے میں نے بنایا تھا

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

دو بدوی اپنا مقدمہ لے کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ دونوں نے اپنے اپنے انداز میں اپنا موقف پیش کیا جھگڑا ایک کنوئیں کا تھا۔ ایک نے اپنے قبضے اور ملکیت کے دلائل دیے پھر دوسرے نے بس اتنا کہا۔ ''امیر المؤمنین! اَنَا فَطَرتُہ ' یہ کنواں پہلے نہیں تھا'' اسے میں نے بنایا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدوی کے اس بیان سے میری نظر آیت قرآنی پر گئی کہ یوسف علیہ السلام نے دعا بہ بارگاہ رب العلا مانگی تھی فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ! اے آسمانوں کے بنانے والے، اے زمین کے وجود میں لانے والے، گویا پہلے نہ آسمان تھے نہ زمین تھی، نہ اہل آسمان تھے نہ اہل جہان تھے۔ یہ سب کچھ اے مالک تو نے بنایا۔ اس بدوی نے کہا تھا کنواں پہلے نہیں تھا میں نے بنایا۔ بنانے والا میں ہوں تو اس کی ملکیت، اس کے تمام حقوق، تمام اختیارات میرے ہیں، کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں، کسی اور کی اس پر ملکیت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنوئیں کا فیصلہ تو اس کی اسی چھوٹی سی بات سے ہو گیا مگر میری توجہ اس نے خالق و مالک رب العالمین کی طرف کروادی کہ جب کنواں اس نے بنایا تو یہ بلاشرکت غیرے اس کا مالک ہے اور کارخانۂ آسمان و زمین اللہ نے بنایا وہ اس جہان کا فاطر اور ساری مخلوق کا بنانے والا ہے تو پھر کیوں نہ وہ اکیلا وحدہ لاشریک زمین و زمان، انسان و حیوان اور دونوں جہان کا مالک ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اَنَا وَلَا غَیرِی کی جھوٹی ملمع گلیوں میں پھرتا رہے اور اپنی منزل کو پا سکے۔ یوسفِ صدیق علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ: اے اللہ بے شک تو نے مجھے پیامبری کا عظیم منصب دیا۔ اے رب تو نے مجھے بادشاہ بنایا۔ میں ایک غلام کی حیثیت سے مصر میں داخل ہوا۔ شاہی گھرانے میں تو نے میری پرورش کی، میں ایک عورت کی سازش سے جیل میں گیا، تو نے مجھے تاویل احادیث کا عظیم علم عطا فرمایا، پھر تو نے مجھے جیل سے نکال کر مصر کے خزانوں کا مالک بنادیا۔ اے مالک! اصل مالک تو ہے، میری کیا حیثیت ہے۔ اے مالک تو ہی دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے، میرا آقا ہے، اے مالک جب تو ہی آسمانوں اور زمینوں کا بنانے والا ہے سب سے پہلے انھیں تو نے بنایا ہے تو مالک اور مختار بھی تو ہے۔ بندہ تیری ملک میں تیری ہی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔ اے زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک! ان سب خزانوں کی چابیاں تیرے ہی پاس ہیں، تو جب چاہتا ہے جتنی چاہتا ہے عطا یا دیتا ہے۔ پھر ان عطایا کو تیری ہی مرضی اور اجازت سے خرچ کرنا ہر انسان پر اور مجھ پر بھی فرض ہے۔ ہمیں امانت و دیانت نصیب فرما، اہل ایمان بلکہ تمام مخلوق کے حقوق پہچاننے اور انھیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہاں مجھے اپنا فرمانبردار رکھ اور (اس عارضی جہان سے جب اٹھائے تو مجھے) اپنے صالحین بندوں کے ساتھ ملا دے۔

سب سے بڑے موحد ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کا ڈنکا بجایا اور تمام امتحانوں میں کامیاب ہو کر، بیت اللہ کے قریب کھڑے ہو کر لوگوں کو حج بیت اللہ کی آواز لگائی۔ یہ آواز ایک انسانی آواز تھی لیکن محبت کے تمام امتحانوں میں وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ وطن، جان، مال، اولاد اور بیوی سب کچھ سے اللہ کے حکم پر جدائی بخوشی برداشت کر چکے تھے۔ اب ان

کی ''اَذِّنْ فِی النَّاسِ '' کی گونج کو اللہ نے وہ طاقت دے دی کہ اس زمانے میں موجود ہر انسان کے کانوں تک پہنچی اور قیامت تک آنے والی ارواح تک پہنچی۔ اُس موجود زمانہ میں اور تا قیامت عالم ارواح میں جن لوگوں نے ''لبیک'' پکارا، ان تمام نے جتنی دفعہ ''لبیک'' کہا اسے اپنے وقت میں اتنی دفعہ بیت اللہ کی حاضری نصیب ہوئی۔

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دو بیٹے بھی عظیم نبی ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام، آخری نبی خاتم المعصومین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا اسماعیل کے ممتاز گھرانے سے دریتیم بن کر تشریف لائے جبکہ سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں پشت در پشت ہزاروں انبیاء علیہم السلام ہادی ومہدی بن کر تشریف لاتے رہے اور اپنے تفویض کردہ قبیلوں، قوموں اور علاقوں کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔ خوش نصیب مان لیتے بے نصیب محروم رہ جاتے۔ سیدنا اسحاق کے بیٹے سیدنا یعقوب علیہما السلام بھی نبی تھے اور یوسف علیہ السلام انھی یعقوب علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے۔ ان یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل ہوا، اور ان کے بارہ بیٹوں کی نسبت سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہوئے۔ تمام انسانوں کی طرح مقدس انبیاء علیہم السلام کو بھی اس دنیا سے انتقال مقدر ہے۔ یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے سب بیٹوں کو بلا کر پوچھا ''میرے بعد تم کس کی پوجا کرو گے'' سب نے جواب دیا ''نعبد الهک وَ الٰهَ اٰبَاءِ کَ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاسحٰق (ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم واسماعیل واسحاق کی بندگی کریں گے۔ وہ معبود لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہیں گے'' قرآن اللہ کا آخری سچا کلام ہے، اس کی سچی گواہی میں کوئی شک نہیں۔ قرآن کہتا ہے سب بیٹوں نے سیدنا اسحاق اور سیدنا ابراہیم کے ساتھ سیدنا اسماعیل کو بھی اپنے آباء میں شمار کیا تھا۔ وہ یعقوب علیہ السلام کے تایا ابا تھے اور اللہ کی مصلحت یہ تھی کہ آخری ہادی ومہدی نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھی کی اولاد میں آنے والے تھے۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے عہد نبوت ورسالت میں خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینے اور ان کی ہر قولی و عملی نصرت کے اللہ کی طرف سے پابند تھے۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ سیدنا موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام بھی آمد مصطفیٰ کی خوشخبریاں سنا چکے تھے، ان کی فرمانبرداری کا حکم دے چکے تھے۔ کئی یہود گھرانے کھجوروں والے دیس مدینہ میں صرف اس لیے آکر آباد ہوئے تھے کہ ان کی کتابیں اور ان کے نبی یہ ساری علامات بتا چکے تھے، ان جگہوں کی نشاندہی کر چکے تھے۔ سالار مجاہدین حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت المقدس پہنچ چکے تھے جہاں اس زمانے کی محرف شدہ تورات وانجیل میں بھی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ اور ان کے لباس پر لگے چودہ پیوند لکھے ہوئے تھے۔ ان اہل کتاب نے نشانیاں دیکھ کر بیت المقدس کے خزانوں کی چابیاں خلیفۂ رسول کے حوالے کر دی تھیں۔ خوش نصیب لوگوں کو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نصیب ہو گیا تھا۔ قبل ازیں مدینہ طیبہ میں بنی اسرائیل کے بڑے عالم جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے متعدد ساتھی داخلۂ اسلام کی سعادت پا چکے تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دو بدویوں کے مقدمہ کا فیصلہ سنا چکے تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر اس نے کنواں بنایا اور یہ اس کی ملکیت کا دعویدار ہے تو اے انسان تجھے رب کریم نے بنایا، تیرا بھی وہ تنہا خالق و مالک اور مختار ہے۔ تو بھی اس کی دی ہوئی زندگی کو اسی کی امانت سمجھ اور اس میں نفس وشیطان کو حصہ نہ دے۔ ہمہ وقت اللہ کی فرمانبرداری کر اور مذکور بالا آیت قرآن تمام اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو دعوت دے رہی ہے کہ تمہارے آباء، ابنائے یعقوب نے جب اسماعیل علیہ السلام کو اپنے آباء میں شمار کیا تھا تو تم کو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاب کیوں ہے؟